مولائے وسلم دائماً ابداً   درس حدیث   علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

ضرورت سے زائد خرچ کرڈالو۔ رات عبادت، صبح اِستغفار

جہاد فریضہ ہے، ورلڈ آرڈر کھرے مسلمانوں کا حق ہے

بوڑھے صحابی کا جذبہ قتال۔ بادشاہوں کا سالانہ جہاد

آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کی رائے کو درست قرار دیا

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر74 سائیڈA,B   16 - 08 - 1987)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حضرت آقائے نامدار ﷺ کے زمانے سے یہ چیز چلی آرہی ہے کہ نجات کا باعث تو صرف اِیمان ہے لیکن اِس بات کو عام کرنا یہ منع ہے اور کیوں منع ہے ؟ اُس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ کم سمجھی کی وجہ سے یہ خیال کرنے لگیں گے کہ بس کلمہ پڑھ لیا نجات ہوگئی اور چاہے جو کرتے پھریں۔

ایک واقعہ ہے لمبا اُس میں آتا ہے نام حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہم بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ حضرت اَبوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے کچھ اور لوگ بھی تھے، آپ کھڑے ہوئے اور کہیں تشریف لے گئے اور بالکل پتہ نہیں چلا کہ کہاں تشریف لے گئے !

تو ہمیں بڑا اَندیشہ ہوا کہ معلوم نہیں کیا بات ہوئی کیا چیز پیش آئی ہے حادثہ بھی ہو سکتا ہے تو کہتے ہیں وَفَزِعْنَا اِس سے ہم چوکنّے ہو گئے یا گھبرا گئے دونوں معنی ہو سکتے ہیں۔ ہم کھڑے ہوئے اِدھر اُدھر دیکھنے کے لیے تو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے تو میں اِس کام کے لیے چلا اَور میں پہنچا ایک باغ میں اَور باغ میں دیکھا میں نے کہ اَندر داخل ہونے کا دَروازہ ہے یا نہیں ہے تو ایک پانی پہنچانے کی جو نالی ہوتی ہے سیراب کرنے کی وہ مجھے نظر پڑی میں اُس میں داخل ہو کر اَندر پہنچ گیا۔

تو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا مجھے دیکھ کر کہ اَبو ہریرہ ہیں ! میں نے کہا جی ہاں پوچھا کہ کیا بات ہے کیسے آئے ہو یہاں ؟ میں نے عرض کیا کہ اِس طرح تشریف فرما تھے جناب اَور تشریف لے گئے اَور دیر ہو گئی اِنتظار میں، ہمیں خیال ہوا اَور طرح طرح کے اَندیشے ذہن میں آئے تو اِس طرح سے میرے ذہن میں سب سے زیادہ پہلے ذرا خیال آگیا میں پہلے آگیا اَور اِس طرح سے میں یہاں اَندر آگیا لیکن لوگ ضرور اِسی طرح میرے پیچھے تلاش کرتے پھر رہے ہوں گے۔

تو آقائے نامدار ﷺ نے اِن لوگوں کی تشویش کا اِحساس فرمایا اَور فرمایا کہ دیکھو یہ میرے چپل ہیں نعل ہے یہ لے جاؤ اَور راستے میں جو آدمی بھی مِلے تمہیں ایسا کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیتا ہو خدا ہی کے قابلِ پرستش ہونے کو مانتا ہو تو اُسے جنت کی خبر دے دو خوشخبری سنا دو یَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ فَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّةِ .

ایک دستور :

اَور نعلِ مبارک علامت تھی کہ واقعی یہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آئے ہیں اَور یہ پرانا دَستور چلا آرہا ہے کہ جب کوئی پیغام بھیجا جاتا تھا تو اُس میں کوئی علامت دے دی جاتی تھی تاکہ دُوسرے لوگ سمجھ جائیں کہ یہ واقعی اُن ہی کا پیغام ہے، بہت اَہم کام ہو جیسے معاہدہ تبدیل کرنا، منسوخ کرنا تو اُس میں یہ دَستور تھا کہ اُن کا سگا عزیز کوئی آئے وہ یہ بات کہے پھر مانی جائے گی ورنہ نہیں۔

یہاں یہ ہے کہ آقائے نامدار ﷺ نے اِنہیں نعلِ مبارک دے دیے اَور کہا کہ دیکھو جو بھی

ایسا آدمی تمہیں ملے جس کے دِل میں یہ یقین ہو کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تو اُس کو جنت کی خوشخبری دے دو تو اَب یہ دِل تو نہیں ناپ سکتے ہیں کہ کس کے دِل میں ہے کس کے دِل میں نہیں ہے یہ تو صرف بیان کر سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ جس آدمی کے دِل میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا یقین ہو وہ جنّتی ہے، یہی کہہ سکتے تھے۔ کہتے ہیں مجھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ مِلے پہلے سب سے تو اُنہوں نے کہا یہ کیا ہے تمہارے ہاتھ میں ؟ اِنہوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نعلِ مبارک ہیں اَور مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے اَور یہ خوشخبری سنانے کے لیے بھیجا ہے کہ جس سے بھی میں ملوں اُس کو یہ بتا دُوں یعنی یہ حدیث سنا دُوں مَنْ یَّشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُسْتَیْقِنًا بِھَا قَلْبُہٗ بَشِّرْتُہٗ بِالْجَنَّۃِ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن تو لیا اِس کے بعد اُنہیں خوش ہونا چاہیے تھا لیکن ایسی بات نہیں ہے بلکہ اُنہوں نے غور کیا اَور اُنہوں نے اِن کو دَھکا دیا اِن کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دَھکیلا اَور یہ پیچھے گر گئے فَخَرَرْتُ لِاِسْتِیْ اَور کہنے لگے کہ چلو وہیں چلو، لوٹ کے چلو تو یہ لوٹ کے چلے آئے اَور کہتے ہیں میں خوب رویا رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر اَور پیچھے پیچھے میرے یہ بھی آگئے۔

تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہلے میں پہنچا تھا اَور رو رہا تھا تو پوچھا آپ نے کہ کیا بات ہوئی ہے ؟ تو وہ کہتے ہیں میں نے بتایا میں اِس طرح سے پیغام جناب کا لے جا رہا تھا عمر رضی اللہ عنہ مِلے اُنہیں میں نے یہ بات سنائی اُنہوں نے جناب مجھے اِس طرح سے دَھکا دیا سینے پر میرے ایسے دَھکیلا کہ میں سرین کے بل گرا اَور یہ کہا کہ چلو لوٹ جاؤ وہیں لوٹ چلو، تو اِتنے میں وہ بھی آگئے پوچھا آپ نے اُن سے یَا عُمَرُ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا فَعَلْتَ یہ تم نے کیا ہے اِس کی وجہ کیا ہوئی کس لیے ایسے کیا ؟

عدالتی اُصول :

اِس حدیث میں ایک سبق یہ بھی ہے کہ جب تک دُوسرے کی بات نہ سن لے کوئی فیصلہ نہ کرے تو آقائے نامدار ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی اَور بات بھی ہوئی ہو قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ عرض کرنے لگے پورے آداب کے ساتھ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ

بھی لگا یا ساتھ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اَبَعَثْتَ اَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ کیا جناب نے بھیجا ہے واقعی، نعلِ مبارک دے کر بھیجنا اَور بات ہے اَور یہی پیغام دے کر بھیجنا کیا یہی پیغام دے کر جناب نے بھیجا ہے یا نہیں، تردّد تھا اِن کو۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نَعَمْ میں نے یہی پیغام دے کر بھیجا ہے اَور یہ ٹھیک کہتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کی رائے قبول فرمائی :

یہ عرض کرنے لگے پھر جناب ایسا اعلانِ عام نہ کرائیے اَور مجھے یہ اَندیشہ ہے کہ یہ پیغام سنیں گے تو بس لوگ تو پھر عمل کرنا چھوڑ دیں گے بیٹھ جائیں گے فَاِنِّیْ اَخْشٰی اَنْ یَّتَّکِلَ النَّاسُ عَلَیْهَا میرے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ جناب اُنہیں عمل کرتا ہوا چھوڑ جائیں فَخَلِّهِمْ یَعْمَلُوْنَ . تو آقائے نامدار ﷺ نے اُن کی رائے سنی تو اُس سے اِتفاق فرمایا اَور فرمایا فَخَلِّهِمْ [1] رہنے دو بس ٹھیک ہے کیونکہ اِس میں غلط فہمی عام لوگوں کو ہو سکتی ہے اَور موٹی سمجھ والوں کو تو ضرور ہو جائے گی جو گہرائی تک نہیں پہنچتے اُن کی تعداد بہت زیادہ ہے دُنیا میں اَور گہرائی تک پہنچنے والوں کی تعداد ہمیشہ ہی کم رہی ہے اَور یہ اللہ کی حکمت ہے اَگر سب ایک جیسی سمجھ کے ہوتے تو حاکم کے بعد کوئی محکوم نہ ہوتا۔

حضرت معاذؓ کا سوال اَور آپ ﷺ کا جواب :

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا کوئی عمل مجھے ایسا بتلائیے کہ جنت کے قریب کر دے جہنم سے دُور کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِن کے اِس سوال کو پسند بھی فرمایا اَور فرمایا لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ اَمْرٍ عَظِیْمٍ تم نے بہت بڑی بات کے بارے میں سوال کیا ! وَاِنَّهٗ لَیَسِیْرٌ عَلٰی مَنْ یَّسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ جس کے لیے اللہ اُسے آسان کر دے وہ آسان بھی ہے کوئی مشکل بھی نہیں ہے اَور اِرشاد فرمایا کہ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَیْئًا اللہ کی عبادت کرو اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز پڑھو، زکوۃ دو، رمضان کے روزے رکھو، حج بیت اللہ کرو، یہ اَعمال رسول اللہ ﷺ

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۹

نے بتلا دیے۔ اَور حج کی فرضیت جو ہوئی ہے وہ سن ۸ ھ میں ہوئی ہے جب فتحِ مکہ مکرمہ ہو گیا گویا یہ آخری دَور کی روایت معلوم ہوتی ہے۔

پھر فرمایا اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی اَبْوَابِ الْخَیْرِ جو بھلائی کے نیکو کاری کے نیکی کے دَروازے ہیں وہ بتاؤں تمہیں اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ روزہ ڈھال ہے اَور اَلصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِیْئَةَ یہ جو گناہ کی آگ ہوتی ہے صدقہ اُسے مٹا دیتا ہے كَمَا يُطْفِئُ الْمَآءُ النَّارَ جیسے پانی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے اِس میں ''زکوۃ'' کے علاوہ ''صدقہ'' کا لفظ کہا گیا ہے۔

ضرورت سے زائد سب خرچ کردو :

کہیں اِس سے بھی آگے آتا ہے ﴿ يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ﴾ کیا خرچ کریں ﴿ قُلِ الْعَفْوَ ﴾ اِرشاد فرمایا اِن سے کہہ دو کہ جو تمہاری ضرورت سے زائد ہے وہ خرچ کرو۔

ایک دفعہ گوشت آیا تھا گھر میں تو آقائے نامدار ﷺ نے پوچھا کہ گوشت آیا تھا تو عرض کیا اہلیہ مطہرہؓ نے کہ وہ سب تقسیم ہو گیا دے دیا لوگوں کو، بس اِتنا یہ بچا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب بچا ہے سوائے اِس کے جو ہم کھالیں گے باقی جو خدا کے نام پر دے دیا وہ سب بچا ہوا ہے وہ سب ہمارے لیے محفوظ ہو گئے۔ فرمایا ﴿ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ﴾ کیا خرچ کریں ﴿ قُلِ الْعَفْوَ ﴾ جو تمہاری ضرورت سے زائد ہے وہ خرچ کرو۔

نمازِ تہجد :

اِرشاد فرمایا یہ کہ صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِیْ جَوْفِ اللَّیْلِ ایک چیز یہ ہے کہ آدمی رات کے وقت نماز پڑھے رات کے ساتھ تاریکی کا تصور خود آتا ہے گویا خاموشی ہے اَور چھپ کر اَپنے اَور خدا کے درمیان جو اِس طرح سے نماز پڑھتا ہے پھر اَپنے آپ کو یہ بھی سمجھے کہ میں نے کچھ نہیں کیا یہ بھی ضروری ہے اَور اگر تہجد پڑھنے لگا مگر اَپنے آپ کو دُوسروں سے اچھا بھی سمجھنے لگا تو پھر غلط بات ہو جائے گی وہ ایسے ہے جیسے نیکی بھی کی اَور اُس پر پانی بھی پھیر دیا تو اللہ تعالیٰ کم سمجھی سے بچائے۔

رات عبادت، صبح اِستغفار :

قرآنِ پاک میں تو ہے کہ ﴿ كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَايَهْجَعُوْنَ ﴾ رات کو تھوڑے وقت لیٹتے ہیں اَور سوتے ہیں ﴿ وَبِالْاَسْحَارِهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾ اَور صبح کے وقت وہ اِستغفار کرتے ہیں تو کم سوئے یعنی زیادہ وقت عبادت میں گزارا، اِس کے باوجود اِستغفار کی ضرورت ہے، یہ نہیں ہے کہ اَپنے آپ کو اچھا سمجھ لیا اعلیٰ سمجھ لیا۔

علماءِ ربانییّن کی علامت :

قرآنِ پاک میں ہے اہل اللہ کی علامت ﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ ﴾ اُن کے پہلو لیٹنے کی جگہ سے اَلگ رہتے ہیں ﴿ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ﴾ اللہ کو پکارتے ہیں اللہ کو یاد کرتے ہیں (اِس حال میں کہ) دونوں چیزیں مِلی ہوئی ہوتی ہیں ''خوف'' بھی ''طمع'' بھی، اللہ سے (مغفرت اَور رضا کے) ملنے کی اُمید اَور خوف بھی اللہ کا۔ یہ آیت آقائے نامدار ﷺ نے سنائی۔

چوٹی کا عمل اللہ کے راستہ میں قتل کرنا اَور قتل ہوجانا :

اِس کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ نے بہت چوٹی کی باتیں بتلائیں اِن میں اہم بات اِسلام اَور اُس کا ستون نماز، اُس کی چوٹی جو اُوپر کی ہے وہ ''جہاد'' ہے۔

ایک بات تو یہ ہے کہ جہاد بڑا مشکل کام ہے جو جاتا ہے اُس کو تھوڑی دیر کے لیے بھی پتہ نہیں ہوتا کہ وہ زندہ رہے گا یا نہیں............... جس پر گزرتی ہے وہ جان سکتا ہے۔

جہاد کے فوائد :

دُوسرے یہ کہ جہاد کے جو فوائد ہیں اُن کا اَندازہ ہی آپ نہیں کرسکتے، جہاد کی خاطر تو بس اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ ﴾ اللہ نے مال بھی جان بھی لے لی اَور فرمایا ﴿ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ﴾ اللہ کے راستہ میں قتال کرو اَور فرمایا ﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا ﴾ نکل کھڑے ہو ہلکے اَور بوجھل ہر حال میں۔

بوڑھے صحابی کا جذبۂ قتال، لاش کی حفاظت :

ایک صحابی تھے اُنہوں نے یہ سنا اَور کہا کہ میں جا رہا ہوں جہاد میں اَور وہ عمر رسیدہ تھے بیٹوں نے کہا کہ جناب ہم جا رہے ہیں، کہا نہیں میں خود جاؤں گا اللہ کا یہ اِرشاد میرے کان میں پڑے اَور میں نہ جاؤں خود، یہ نہیں ہو سکتا۔ تو خود ضعیف العمر تھے مگر با صرارِ تمام وہاں پہنچے اَور راستے میں تھے کہیں بحری سفر پر تو وفات ہو گئی۔ صحابی کہتے ہیں ہم نے ایک ہفتہ اُن کی لاش اَپنے ساتھ ہی رکھی پھر جب ہم اُترے ہیں ساحل پر وہاں اُن کو دفن کیا، اَب ہر ایک کے لیے یہ حکم نہیں ہے بہرحال اُن کی لاش کو خدا نے سالم رکھا اَور واقعی سالم رہی ہوگی تبدیلی اُس میں کوئی نہیں آنے پائی یہ بھی نہیں کہ اُنہوں نے ممی (Mummy) لگائی ہو یا کچھ اَور کیا ہو مصالحہ لگایا ہو، ایسی کوئی چیز نہیں یہ غیر مسلموں کا طریقہ تھا اِسلام میں تو نہیں ہے یہ، اِسلام میں تو یہی ہے کہ جب اِنتقال ہو جائے تو پھر تدفین جلد کر دی جائے بس۔

جہاد کے لیے بادشاہوں کا ''سال'' :

تو مطلب یہ ہے کہ جہاد بہت بڑی چیز ہے اَور بادشاہ جہاد کرتے رہے ہیں ثواب کی نیت سے (حالانکہ خود اُن کو جانے کی) ضرورت نہیں تھی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جہاد کے لیے جایا کرتے تھے یہ ہارونِ رشید جو تھا عباسی خلیفہ ایک سال حج کے لیے جاتا تھا ایک سال جہاد کے لیے۔

جہاد اَور ورلڈ آرڈر :

اَور جہاد ہی تھا جس کی وجہ سے آپ سپر پاور رہے ہیں دُنیا میں، اگر جہاد نہ ہوتا تو سپر پاور نہیں بن سکتے تھے اَور یہی ہے حکم ﴿ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ﴾ تم سب سے اُوپر ہو سب سے اُوپر تو سپر پاور ہوتا ہے ﴿ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴾ اگر (تم کامل مومن ہو) اَور فرمایا ﴿ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ ﴾ اللہ خلیفہ بنائے گا تمہیں تو آقائے نامدار ﷺ نے اُنہیں (معاذؓ کو) بتایا کہ وَذُرْوَۃُ سَنَامِهِ الْجِھَادُ اِس کی چوٹی جو ہے وہ جہاد ہے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی جو شہادت ہوئی وہ عمواس (فلسطین) میں ہوئی ہے جہاں حضرت اَبو عبیدہ اِبن الجراح رضی اللہ عنہ بھی تھے دُوسرے حضرات بھی تھے، حضرت بلال ؓ بھی تھے وہاں وباء پھیلی اَور اُس میں اِن کی وفات ہوئی ہے لیکن یہ وہ علاقہ تھا جہاں جہاد جاری تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دَور میں وہاں وباء ہوا کرتی تھی اُس وقت اُس وباء میں بہت بہت قیمتی حضرات وفات پا گئے تو اِرشاد فرمایا کہ اِس کی چوٹی جو ہے وہ جہاد ہے۔

جہاد کی خاص برکت :

اَور بلاشبہ سارے سیاسی اِختلافات جتنی قسم کے بھی ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں کوئی آپس میں مسلمانوں میں تفریق نہیں رہتی ایک دُوسرے کے ساتھ مدد معاونت یہ جذبات پیدا ہوتے ہیں اِتحاد کے جذبات پیدا ہوتے ہیں ورنہ تو خالی بیٹھے ہوئے ہیں جیسے پاکستان میں روز فرقہ واریت اَور طرح طرح کی چیزیں۔

جہاد سے غفلت کی سزا :

بہرحال ایک فریضہ ہے جس سے غفلت کی اُس غفلت کی سزا یہ مِلی کہ یورپ حاوی ہو گیا اِسلامی طاقتوں کو ختم کر دیا اُس نے اَور ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔

''ورلڈ آرڈر'' شرعی فریضہ :

فریضہ کیا تھا ؟ فریضہ یہی تھا کہ اَپنے آپ کو سپر پاور رکھو ﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ الرِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ ﴾ خدا اَور رسول کے دُشمن اَور اَپنے دُشمن پر رُعب ڈالتے رہو، سب سے آگے تیاری میں بھی تم رہو، تو یہ راکٹ واکٹ جو بنائے ہیں یہ فرض تھے ہمارے اُوپر مذہبی رُو سے اِن سے ہم نے کوتاہی کی ہے اَگر قوم کوتاہی کرتی ہے تو بڑی سخت سزا مِلتی ہے پھر تو اُس کی سزا سارا مُلک بھگتا ہے۔

خرابیوں کی جڑ ''زبان'' :

آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں یہ ساری چیزیں جو جڑ ہیں اِن کی وہ بتاؤں اُنہوں نے کہا ضرور۔تو رسول اللہ ﷺ نے اَپنی زبانِ مبارک پکڑی اَور فرمایا كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا اِس کو روکے رکھو فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ ! وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهٖ جو ہم باتیں کرتے ہیں کیا اِن پر مواخذہ ہوگا ؟ تو آقائے نامدار ﷺ نے جواب دیا ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَامَعَاذُ ! وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ اَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ [1] یہ جو جہنم میں لوگوں کو منہ کے بل گراتی ہیں چیزیں وہ کیا ہیں ؟ وہ زبان ہی کی بوئی ہوئی کھیتی ہوتی ہے جب وہ کٹتی ہیں تو یہ نتیجہ نکلتا ہے۔

زبان سے جتنے گناہ ہوتے ہیں اُن کا تو اَندازبھی آپ نہیں کر سکتے ہر وہ آدمی جس کی زبان چلتی ہے کمزور ہو چاہے گناہ کر سکتا ہے بیمار ہو گناہ کر سکتا ہے جوان ہو ضعیف العمر ہو کوئی بھی ہو زبان سے گناہ ہوتے ہیں۔تو آقائے نامدار ﷺ نے پھر اِس طرف توجہ دلائی اَور اِس سے ہی کلمہ بھی اَدا کرتے ہیں اِس سے ہی کلمۂ خیر بھی کہتے ہیں اَور اِسی سے ہی کلمۂ شر بھی کہا جاتا ہے کلماتِ کفر بھی کہے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِسلام کی صحیح سمجھ عطا فرمائے عمل کی توفیق دے اَور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محشور فرمائے،آمین۔اِختتامی دُعاء..............

---

[1] مشکوۃ شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۲۹